ترغیبات گناہ

تحریر: محمود مرزا جہلمی چیف ایڈیٹر ہفت روزہ "صدائے مسلم" جہلم

رحمٰن وشیطان کی جنگ تخلیقِ آدم کے ساتھ اسی وقت شروع ہوگئی جب شیطان نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اوراس جنگ کا اولین وار بابا جی اوراماں جی پر ہی کرڈالا اوراپنے وار میں کامیاب رہا۔ یہ وار ترغیب کے حربے سے کیا گیا۔ وہی درخت جس کے قریب جانے سے حضرت آدمؑ اورحواؑ کو روکا گیا تھا، شیطان نے اپنی ترغیب سے اسی درخت کو ایسا بنا کر پیش کیا کہ ہردو بزرگوار، اللہ تعالیٰ کی وارننگ کو بھول گئے۔ تحریص وترغیب یہ تھی کہ اگر وہ اس درخت کا پھل کھالیں تو فرشتے بن جائیں گے اور جنت میں ہمیشہ ہی رہیں گے۔

اس واقعہ سے ہم یہ نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔ اول یہ کہ انسان کو وارننگ ہمیشہ ہی حاصل رہی ہے مگر وہ اسے نظرانداز کردیتا ہے۔ دوم یہ کہ گناہ کی ترغیب دینے والی قوتیں، اپنی دعوت ایسے دلکش انداز میں پیش کرتی ہیں کہ انسان، رحمٰن کی وارننگ کے مقابلے میں، اس پر معصیت دعوت کو قبول کرنے پر بڑی آسانی سے تیار ہو جاتا ہے۔ اور کرۂ ارض پر ایسا کوئی دور نہیں گزرا جب اس پر معصیت کو مکمل شکست اور نیکی کو مکمل غلبہ حاصل ہوا ہو۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ نیکی ہمیشہ برائی کے مقابلے میں خم ٹھونک کر میدان میں رہی اور معصیت کو انسان کے ضمیر نے ہمیشہ ہی براجانا۔

انسانوں سے پہلے کرۂ ارض پر جنات موجود تھے مگر اس وقت عزازیل (ابلیس) جو تھا تو انھی میں سے ابھی راندۂ درگاہ نہ ہوا تھا۔ اس لئے ہم یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ جنات میں خیروشر کی جنگ کے پیچھے شر کی کونسی طاقت کارفرما تھی اور رحمٰن کی دعوت کے مقابلے میں شر کی دعوت دینے والی طاقت کا کیا نام تھا۔ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ شیطان نے اپنے رب کا حکم پہلی بار آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر کے توڑا تو ظاہر ہے کہ وہ اس سے پہلے شیطان نہ تھا اوراسی لئے ادب میں وہ معلم الملکوت بھی کہلاتا ہے۔ مگر اس نے جنت میں آدم وحوا سے سہو کا ارتکاب کرایا اوران کے بیٹوں کے ذریعے زمین پر پہلا قتل کرایا۔

اللہ تعالیٰ کی وارننگ کو ہم آسانی سے خیروشر کے دو راستے کہہ سکتے ہیں جو انسان کی راہنمائی کیلئے ہمیشہ نہایت واضح انداز میں انسان کے سامنے پیش کردیئے گئے۔ اسی راہنمائی کو ہم آسمانی ہدایت کہتے ہیں۔ ہدایت کی

ایک میزان انسان کے اندر بھی نصب کر دی گئی۔ اسے فطرت اسلام پر پیدا کیا گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے انسان کو ایک غیر مرئی قوت بھی عطا فرمادی جسے ہم ضمیر کہہ سکتے ہیں۔ ضمیر ایک ایسی داخلی، ودیعی وخلقی قوت ہے، جس کے بارے میں اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اس کی موجودگی میں اگر خارجی طور پر ترغیبات گناہ کا وجود ختم ہو جائے تو انسان بغیر کسی شعوری کوشش کے راہِ ہدایت پر ہی گامزن رہے گا کیونکہ ہدایت اس کی فطرت اسلام یعنی سرشت میں شامل ہے۔ اسی لئے بدی کرنے والے کے مقابلے میں بدی پھیلانے والے کی زیادہ مذمت آئی ہے۔ قرآنی آیت ﴿ان تشیع الفاحشة﴾ میں یہی مضمون پیدا ہوا ہے۔ یہاں ہم زمانہ قدیم کو چھوڑ کر اپنے زمانہ کی بات کریں گے کہ کس طرح بے حیائی پہلے تیار کی جاتی ہے۔ اور پھر اسے پھیلانے کیلئے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ ایک مہم چلائی جاتی ہے۔ کیونکہ دور کی مثال کی جگہ قریب کی دلیل زیادہ موثر ہوتی ہے۔

فلموں کے حیاسوز مناظر جہاں اور جب فلمائے جاتے ہیں تو فلم بینوں کو کچھ علم نہیں ہوتا۔ جب فلم تیار ہو جاتی ہے تو اس کے سب سے زیادہ اثر آفریں، عریاں مناظر پر مبنی اشتہاری مہم چلائی جاتی ہے تا کہ شائقین فلم کے سفلی جذبات میں انگیخت پیدا کر کے انھیں سینما ہال میں لایا جائے۔ پبلک مقامات پر جہازی اور دیواری سائز کے جاذب نظر اور جنسی طور پر ہیجان خیز پوسٹر آویزاں کئے جاتے ہیں۔ ٹی۔وی پر اشتہار دیئے جاتے ہیں اور اخبارات و رسائل میں شائع کرائے جاتے ہیں۔ فلمی دنیا کے اپنے رسالے چھپتے ہیں اور فلم سٹارز کے ایسے ایسے زاھد فریب اور غارت گر ایمان و صبر و سکون انداز میں فوٹو ان میں چھاپے جاتے ہیں کہ بڑے بڑے پاکباز بھی رات کی تاریکی میں منہ پر ڈھاٹے باندھ کر سینما ہال میں پہنچ جاتے ہیں بلکہ اب تو سی۔ڈیز نے مسئلہ اور بھی آسان کر دیا ہے۔ اور عصمت مآب مستورات تک اس دعوت معصیت کو قبول کر لیتی ہیں۔ اس ساری کاروائی پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ برائی پھیلانے کیلئے ایک نہایت ہی منظم مہم چلائی جاتی ہے اور بے شمار شیطانی قوتیں دامے، درمے، قدمے، سخنے اس مہم میں اپنی توانائیاں صرف کرنے میں لگی ہیں۔ میرے خیال میں قارئین کرام اس ایک مثال کو سامنے رکھ کر اگر اپنے گردوپیش میں نگاہ ڈالیں گے تو انہیں ہر گناہ کی دعوت کا ایک نہایت ہی منظم و موثر نیٹ ورک نظر آئے گا۔

یہ شیطانی سلسلہ اتنا وسیع ہے اور اس کی دعوت اتنی زوردار ہے کہ انسان اس سے بچ ہی نہیں سکتا، الا ماشاءاللہ! اس کے مقابلے میں رحمانی طاقتیں بھی اپنا زور لگاتی رہتی ہیں۔ یہ دعوت بھی بڑی منظم اور زوردار

ہوتی ہے۔انبیاء کرام اس مہم کے سرخیل تھے۔اب یہ کام امت محمدیہ کررہی ہے۔ برائی کی ہرراہ روکنے کیلئے دن رات کام کررہی ہے۔ منبر ومحراب سے اٹھنے والی آواز بڑی توانا ہے۔ برائی کے ہر مورچے کے سامنے ہدایت کا مورچہ بھی موجود ہے۔شر۔کی ہر دعوت کے مقابلے میں علمائے اسلام خیر کی دعوت دے رہے ہیں۔ٹی۔وی کی جس سکرین پر بے حیائی اپنا مکروہ چہرہ دکھاتی ہے۔اسی پر اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی حمد ونعت بھی پیش کی جاتی ہے،اسی پر علمائے اسلام کے نورانی چہرے قرآن وحدیث کے درس بھی دیتے نظر آتے ہیں۔گویا رحمٰن وشیطان کی جنگ بڑے زوردار طریقے سے جاری ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس جنگ کے نتائج کس کے حق میں جارہے ہیں۔ پردہ اسلام کا بہت بڑا حکم ہے۔ جتنی مستورات بن سنور کر اب بازاروں میں بے پردہ آتی ہیں، اتنی پہلے نہ آتی تھیں۔مساجد میں نمازیوں کی تعداد روز بروز کم ہوتی جارہی ہے۔ پہلے فلم صرف سینما گھروں میں دیکھی جاسکتی تھی اور سینما جانے والے لوگوں کی تعداد کم ہوتی تھی اور وہ بھی شہری حلقوں میں قیام پاکستان تک کراچی، لاہور جیسے بڑے بڑے شہروں میں سینما گھر تھے۔مگر اب بڑے بڑے شہروں میں درجنوں جبکہ دینہ جیسے قصبہ میں بھی سینما موجود ہے۔ پہلے شرفاء میں گانا بجانا، ایک معاشرتی طعنہ تھا مگر اب ایسے ایسے گھرانوں کے بچے گا بجا رہے ہیں کہ جو کبھی دینداری کے مراکز سمجھے جاتے تھے۔ تہذیب مغرب مسلمان ممالک میں خال خال نظر آتی تھی جبکہ اب اس کا سورج نصف النہار پر چمک رہا ہے۔اور ہر گھر میں اس کی روشنی پھیلی ہے۔عورتوں کا بال کٹوانا تو اسقدر معیوب تھا کہ فلم سٹارز تک بھی اس سے کوسوں دور تھیں جبکہ آج عورتیں بھی بازاروں میں مردوں کی طرح بال کٹواتی ہیں اور گلی گلی ان کے بیوٹی پارلر کھل گئے ہیں ۔آج سے دس سال پہلے کوئی آدمی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ وہ اپنی بیوی یا بہو کو پوری بے حجابیوں کے ساتھ شادی ہال کی سٹیج پر بٹھائے اوراس کی ہزاروں ناظرین کے سامنے مووی کیمرہ سے فلم بنوائے۔فحاشی کی قدر مشترک کے باوصف آج سے پچاس سال پہلے کی رقاصہ، آج کی رقاصہ سے عریانی وبے حجابی میں کہیں کم تھی۔

ہم نے یہ چند مظاہرے کئے ہیں ۔ قارئین کرام باقی میدانوں میں اخلاقی انحطاط کا خود اندازہ فرمالیں۔ ہر شعبہ حیات میں بے حیائی کی دیوی ننگا ناچ، ناچ رہی ہے۔ یہ تو بے حیائی کا پہلو ہے معصیت کے بڑے بڑے روح فرسا مناظر ہر طرف پھیل رہے ہیں۔اصیل مرغ اور کتے لڑائے جارہے ہیں۔کبوتر بازی اور پتنگ بازی سے شاید ہی کوئی چھت خالی ہوگی، ویڈیو گیمز کے مراکز آبادیوں کی گہرائیوں میں بن رہے ہیں۔دن

بھر بچے اور نوجوان ان میں ہجوم کئے رہتے ہیں اور اپنے اوقات گراں مایہ برباد کرتے ہیں کرکٹ کا بھوت نوجوانوں، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں پر سوار ہے۔ پھر اذیت ناک امر یہ ہے کہ اخلاقی انحطاط بڑھتے بڑھتے پوری حیات پر چھا گیا ہے۔ کرکٹ میں دیوانگی کی حد تک دلچسپی مگر معیار یہ کہ ہماری قومی کرکٹ ٹیم اور شکست ہم معنی بن کر رہ گئے ہیں۔ تعلیمی معیار روبہ زوال ہے لباس پہننے کا شوق اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ درزی سول عدالتوں کی طرح تین تین ماہ کی تاریخیں دیتے ہیں لیکن اس میں بدذوقی کی یہ انتہا کہ دیکھ کر کراہت ہوتی ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے انٹرنیٹ پر chat کئی کئی گھنٹے ہوتی ہے۔ مگر اس میں کوئی علمی گفتگو نہیں بلکہ سراسر بیہودہ گوئی۔

انحطاط اتنا ہمہ گیر ہے کہ معصیت بھی بھونڈے طریقے پر کی جاتی ہے۔ دودھ میں پانی ملانے کا گناہ کبھی گوالوں نے اور رشوت لینے کا جرم، لینے والوں نے کبھی تسلیم نہیں کیا تھا مگر اب دونوں گروہ اپنے منہ سے تسلیم کرتے ہیں۔ کوئی وقت تھا کہ اذان ہوتی تو لوگ خاموش ہو جاتے تھے مگر اب مساجد کے سامنے اوقات نماز کے دوران گولے چھوڑتے ہیں۔ ٹیوشن پر سبق پڑھانے کا کام پہلے صرف سکولوں کے اساتذہ اور کالجوں کے پروفیسر کرتے تھے مگر اب قراء وحفاظ ٹیوشن پر قرآن پڑھاتے ہیں۔ نقلی ادویات کا تصور بھی بالکل جدید ہے۔ سکہ بند مگر جعلی انگریزی ودیسی ادویات کیمسٹ بیچتے ہیں۔ یوں معصیت کا سمندر، اچھائی کے ہر جزیرے کو تہس نہس کر رہا ہے۔

قیامت یہ آگئی ہے کہ مساجد کی دکانوں میں کرائے پر بیٹھے دکاندار، مسجد میں نماز نہیں پڑھتے۔ لڑکیاں ہاکی اور کرکٹ کھیل رہی ہیں اور ان کا کھیل لاکھوں ناظرین دیکھتے ہیں اور کھیل کے لباس میں ان کے فوٹو اخبارات میں چھپتے ہیں۔ انصاف کرنے والے ادارے، مظلوموں پر مزید ظلم کرتے ہیں۔ اور یہ ظلم اتنا بڑھ گیا ہے کہ مظلوم جس ظلم کے خلاف نالش لے کر آیا تھا، اسے بھول جاتا ہے اور اس دن کو کوسنے لگتا ہے جس دن وہ انصاف کی تلاش میں ان اداروں کی طرف آیا تھا۔ ڈاکٹر مسیحا کی جگہ قصاب بن گئے ہیں استاد اپنے پیشہ کے تقدس کو بھول کر جلب زر کو ایمان بنا بیٹھے ہیں۔

ہر برائی اور ہر معصیت کے خلاف آواز اٹھتی ہے مگر اس پر کان دھرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اللہ کے گھروں میں نمازی لڑتے اور یہ لڑائی تھانوں اور عدالتوں میں جاتی ہے۔ ع

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی؟

ہم نے وہ دور دیکھا ہے کہ لوگ تنہائی میں بھی گناہ کرتے ڈرتے تھے مگر اب تو معصیت ڈھول بجا کر کی

جاتی ہے لوگ گناہ پر نادم ہوتے تھے مگر اب فخر کرتے ہیں۔ کوئی وقت تھا کہ بچے گولیاں کھیل رہے ہوتے تو کسی بزرگ کو آتا دیکھ کر بھاگ جاتے۔ بھاگنا تو دور رہا آج کوئی بزرگ انھیں ڈانٹے تو آگے سے آنکھیں دکھاتے ہیں۔ اس ساری تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ معصیت کی اشاعت تجارتی بنیادوں پر ہوتی ہے۔ یعنی اشیاء تجارت کی ایڈورٹائزنگ کے لئے جو اشتہارات ٹی۔وی پر یا اخبار و رسائل میں دیئے جاتے ہیں وہ فلمی اشتہاروں سے بڑھ کر اخلاق سوز ہوتے ہیں اور عورت کی جنسی کشش اشتہار میں دے کر اسے کیش کراتے ہیں۔ مجھے یہ سمجھنے میں بڑی دقت ہوتی ہے کہ اشیاء تجارت کی فروخت بڑھانے کیلئے عورت کا جسم کیوں استعمال کیا جاتا ہے۔ اب تو آلات کشاورزی کے تعارف کے واسطے بھی عورتوں کو سامنے لایا جارہا ہے۔ مرد کسی کام کا نہیں رہا، نہیں وہ بڑا ہوشیار ثابت ہوا ہے کہ یورپ و امریکہ کی میم صاحب کو انتہائی آب و ہوا کے سرد و خنک میں عریاں کر دیا اور اس کی جنسی کشش سے اپنے ذہنی تلذذ کا مستقل سامان کرلیا جبکہ خود تھری پیس سوٹ پر چسٹر اور اوورکوٹ پہن کر رہتا ہے جو عورت کہلاتی ہی اس لئے تھی کہ وہ مستور رہنے کے لائق تھی، وہ تو نپٹ بے لباس ہوگئی اور یہ سب سے بڑا حربہ شیطان کی اولاد کا دعوتِ گناہ کا ہے۔ العیاذ باللہ۔

راقم لاہور کی ایک قصاب کی دکان پر تھا بے شمار گاہک تھے وہاں ایک صاحب اپنے ایک پیارے سے بچے کے ساتھ چہل کر رہے تھے فرمانے لگے بڑا شوخ بچہ ہے، رات میں شراب سے شغل کر رہا تھا اور یہ ضد کر رہا تھا کہ مجھے بھی پلاؤ کیا یہ ڈھول بجا کر گناہ کرنا نہیں ہے۔ گناہ کی ترغیب اب سائنسی بنیادوں پر دی جارہی ہے۔ شوبز باقاعدہ کاروبار بن گیا ہے۔

نیک اعمال گھٹتے جارہے ہیں اور برے اعمال پوری سرعت کے ساتھ بڑھ رہے ہیں۔ شیطان اور اس کی ذریت نے ترغیب گناہ کے نت نئے طریقے ایجاد کرنے کے کارخانے لگا رکھے ہیں۔ بے راہ روی کا زہر لوگوں کو پلانے کیلئے ایسے ایسے جام تیار کئے ہیں کہ جن کی آب و تاب دیکھ کر لوگ ان پر ریجھ جاتے ہیں اور بلا تامل پیتے جارہے ہیں۔ اور یہ بلانوشی یہ صورت اختیار کرگئی ہے کہ نوجوان پروفیسری کا جسے معزز اور محترم پیشہ کو تج کرنا چنے لگ گئے ہیں۔ ہزل گوئی اور زٹل گوئی پیشہ بن گئی ہے۔ سنجیدگی عنقا اور بے ہودگی روا ہوگئی ہے۔ ٹاک شو میں سنجیدہ مزاح ہوتا تو ایک بات تھی مگر اس میں اتنے فحش اشارے اور مکالمے پیش کئے جاتے ہیں کہ سن کر جی متلانے لگتا ہے۔ عوام ان سے ردی پھبتیاں سیکھ کر اپنے کلام میں برتتے ہیں۔ تو مارے شرم کے ڈوب مرنے کو جی چاہتا ہے۔

آپ کسی چوراہے، کسی سڑک، کسی بازار میں جائیں بس وجودِ زن کے ذریعے دلوں کو بھرمانے اور جذبات کو بھڑکانے کا سامان موجود پائیں گے۔ اقوام مغرب نے تو ناخوب کو خوب کہہ کر اپنا دل مطمئن کرلیا مگر ہم نے ناخوب کو ناخوب کہہ کر اسے اپنا لیا۔ انہوں نے قمار بازی کو روا کرلیا مگر ہم اسے حرام کہہ کر اس کے فاعل ہیں۔صوبہ سرحد میں اکرم خان درانی کی صوبائی حکومت نے فحاشی پر مبنی نیوسائن ختم کرنے کی مہم شروع کی تو شور قیامت برپا ہو گیا اور اسے پسپا ہونا پڑا۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ فلم سٹارز اور دیگر فنکار اپنی تباہ کاریوں کی کامیابیوں کو اللہ کا فضل کہنے سے نہیں شرماتے عالم عرب قدرے محفوظ تھا مگر اب دوبئی اور کویت بین الاقوامی عیاشی کے اڈے بن گئے ہیں۔ مصر کا صحارا سٹی فرانس اور برطانیہ کے قحبہ خانوں کو مات دے گیا ہے۔الازہر کے میناروں سے بلند ہونے والی صدائے اللہ اکبر، موسیقی کے نقارخانے میں طوطی کی آواز بن کر رہ گئی ہے۔یوں ترغیبات گناہ کی منڈی میں جنسِ ایمان اور دولت حیائے چشم نیلام ہو گئی۔ اب غض بصر ممکن ہی نہیں رہا۔ ٹریفک کی وہ بھرمار کہ سڑک پار کرنے کیلئے دو نہیں، چار نہیں بلکہ چھ آنکھیں چاہئیں۔ ذرا نظر نے کوتاہی کی تو کوئی گاڑی اوپر سے گزر گئی۔ اور شش جہات میں نظریں کیوں کر رکھیں کہ ہر سو کاغذی و تصویری بتان آذری اور زندہ پیکر ہائے حسن رواں دواں ہیں۔ ایسے میں غض بصر کریں تو جان جاتی ہے، نہ کریں تو ایمان جاتا ہے۔ اب تو ایمان کی سلامتی چاہنے والے گھروں میں ہی رہیں تو بات بنتی ہے یا پھر اندھے ہو جائیں۔ شیطان اور اس کی ذریت نے ترغیبات گناہ کے ایسے ایسے دل فریب اور جاذب نظر جال کرۂ ارض پر بچھائے ہیں کہ انسان خود ان میں پھنس جانے پر تیار ہے۔ سگریٹ کے اشتہار چلا کر کہا جاتا ہے تمباکو نوشی صحت کے لئے مضر ہے۔ ع

در میان قعر دریا تختہ بندم کردہ　　　　بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ شر پھیلانے والی قوتیں متحد ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں خیر کی قوتیں منتشر ہیں۔ نیکی خانوں یعنی فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ اس لئے شر کے خلاف اس کا مورچہ کمزور ہے۔ اگر روئے زمین پر موجود ساری نیکی، ترغیبات گناہ کے خلاف اپنا متحدہ محاذ قائم کرے اور اس پر مشترکہ وار کرے تو نتائج یقیناً اس کے حق میں جائیں گے۔ یہ کام خیر کے عالمی اتحاد کا طالب ہے۔ اس کیلئے سائنسی بنیادوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر صرف پاکستان کی تمام اسلامی و دینی جماعتیں ترغیبات گناہ کا توڑ کرنے کے ایک نکاتی ایجنڈہ پر متفق ہو جائیں اور درہ خیبر کی چٹانوں سے لے کر کراچی کے ساحلوں تک ان کے خلاف تحریک چلائیں تو

شرا پنی موت آپ مرجائے گا۔حکمت اس میں یہ ہے کہ اگر سرزمین پاکستان میں سے ترغیبات گناہ کے کانٹے نکال دیئے جائیں۔تو ارض صالح میں اسلام کا بیج، جو پہلے سے ہی اس میں موجود ہے، پوری طاقت کے ساتھ خود بخود پھوٹ نکلے گا۔پاکستان کے ہزاروں علماء حق جو منبر و محراب پر جلوہ گر ہیں،ترغیبات گناہ کے مقابلے میں نیکی کی دعوت بیک آواز بلند کریں اور ٹی ۔وی پر نیکی کے اشتہارات شائع کرائیں۔جہاں ایک بے حجاب عورت کا پوسٹر آویزاں ہو وہاں ایک برقعہ پوش بت لگا دیں اور جہاں فحاشی کے پروگرام پیش کئے جارہے ہوں وہاں مناسب فاصلے پر پرا باندھ کر کھڑے ہو جائیں اور ادھر جانے والے لوگوں کو اسلام کی حیاداری کے حوالے سے روکنے کی کوشش کریں۔گویا برائی کا ہر ہر گوشے میں تعاقب کریں تو رفتہ رفتہ پاک سرزمین سے بے حیائی کے کانٹے اور فحاشی کے جھاڑ جھنکار اپنی موت آپ مرجائیں گے اور جس اسلام کو سربلند کرنے کیلئے وہ نصف صدی سے ناکام پارلیمانی سیاست کررہے ہیں۔وہ خود بخود اس صالح زمین میں اگ آئے گا۔اوران کی مساعی جمیلہ عنداللہ ضرور مشکور ہوں گی۔والحمدللہ رب العالمین۔

فرسٹ مون میرج ہال میں محفل حمد و نعت کا انعقاد

مورخہ 14 فروری بروز سوموار بعد از نماز عشاء فرسٹ مون میرج ہال میں کل پاکستان عظیم الشان محفل حمد و نعت زیر صدارت رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر ہوئی۔جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض حضرت مولانا حبیب الرحمٰن خطیب گلاسکو نے سرانجام دیئے۔اس پروگرام کی سرپرستی جناب محمد حسین بٹ، جناب محمد ریاض بٹ، جناب محمد فیاض بٹ، جناب قمر حسین بٹ، جناب محمد انور بٹ، جناب محمد حفیظ اللہ بٹ اور جناب محمد سرور بٹ نے کی جبکہ شیراز سعید بٹ، آصف شفیق، امان اللہ بٹ اور نوید اقبال منتظمین پروگرام تھے۔پروگرام کا آغاز قاری سلیم اللہ مدنی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔اس کے بعد قاری بنیامین نے حمد و نعت پیش کی۔زینت القراء قاری نوید الحسن نے بڑے ہی پیارے انداز میں تلاوت قرآن کریم سے سامعین کے دلوں کو منور فرمایا۔پھر یکے بعد دیگرے قاری عبدالوھاب صدیقی، قاری سلیم اللہ مدنی، صاحبزادہ قاری نعیم الرحمٰن نے انتہائی احسن انداز میں حمد و نعت سے سامعین کے ایمان کو تازہ فرمایا۔مقرر شیریں بیان قاری خالد مجاھد نے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔آخر میں قرعہ اندازی کے بعد قرعہ نکلنے کی صورت میں مترجم قرآن کریم اور قیمتی اسلامی کتب کی صورت میں انعامات سے نواز گیا۔آخر میں رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر کی دعا سے یہ بابرکت پروگرام تکمیل پذیر ہوا۔